دوست اور دوستي

<"xml encoding="UTF-8?>

دوست ا ور دوستي كي اہميت:

جہان بود و باش ميں قدم رکھنے سے ليکر دار فاني کو وداع کہنے تک انساني شخصيت کي تعمير و تشکيل ،اخلاقي وروحاني تربيت ،ذہني شعور اور فکري ارتقاء، اطراف ميں موجود افراد سے وابستہ ہيں۔يہ وابستگي کبھي والدين کي محبت و شفقت کے روپ ميں انسان کو جينے کا سليقہ سکھاتي ہے اور کبھي استاد کي کوشش و تربيت کے نتيجہ ميں آگے بڑھنے کا انداز بتاتي ہے۔انساني شخصيت کي تعمير و تربيت ميں والدين اور اساتذہ کا کردار بنيادي نوعيت کا ہونے کے باوجود محدود وقت پر محيط ہوتا ہے اورا سکے مقابلے ميں ايک تعلق اور رشتہ ايسا بھي ہے جو ہوش کي وادي ميں قدم رکھتے ہي انسان کا ہاتھ ہميشہ کے لئے تھام ليتا ہے۔
جي ہاں !” دوست اور دوستي ايک ايسارشتہ ہے جو نسبي طور پر دور ہونے کے باوجود قريبي ترين افراد سے بھي قريب تر ہوتا ہے“. (۱) يہي وجہ ہے کہ امير المومنينعليہ السلام دوستي کو قرابت داري و رشتہ داري قرار ديتے ہوئے فرماتے ہيں:

”المودة قرابة مستفادة“

يعني”دوستي انتہائي مفيد رشتہ داري و قرابت ہے “ (۲)
دوستي کي اہميت کو مزيد اجاگر کرنے کے لئے آ پعليہ السلام فرماتے ہيں :”رشتہ داري و قرابت ،دوستي کے بغير بر قرار نہيں رہ سکتي جبکہ دوستي کے لئے رشتہ داري کاہونا ضروري نہيںہے“؟ (3)
حضرت امير المومنينعليہ السلام کے مذکورہ فرامين سے يہ بات عياں ہے کہ دنيا ميں انسان کا قريبي ترين ساتھي ،دوست ہوتا ہے اور ظاہر سي بات ہے کہ جب کوئي شخص انسان کے انتہائي قريب ہوگا تو جہاں اسکے دکھ درد ميں شريک ہوگا وہاں بہت سے مفيد مشوروں کے ذريعہ ا س کي راہنمائي بھي کرے گا . جس کے نتيجہ ميں انسان بہت سي مشکلات اور پريشانيوں سے چھٹکارا پالے گا.اسي لئے مولائے کائنات دوستي کو نصف عقل قرار ديتے ہيں :

”التودد نصف العقل “ (۴)

جبکہ دوست اور دوستي کے فقدان کو غربت وتنہائي شمار کرتے ہيں:

”فقد ا الآحبةغربة“ ۔ (۵)

”دوستوں کانہ ہونا غربت وتنہائي ہے “
اور غريب و تنہا در حقيقت وہ شخص ہے جسکا کوئي دوست نہ ہو۔(٦)

دوستوں کا انتخاب:

دوستي کے سلسلہ میں سب سے اہم مرحلہ "دوستوں کا انتخاب"ہے۔کیونکہ دوست اور دوستي کا رشتہ صرف با ہمي تعلقات اور زباني جمع خرچ کا نام نہیں بلکہ یہ ایسا انتہائي نازک رشتہ ہے،جو انسان کي دنیا وآخرت کو بگاڑنے یا سنوارنے کے لئے تنہا ہي کافي ہے .لیکن اس سلسلہ میں جب ہم اپنے معاشرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو دو قسم کے طرز فکر سامنے آتے ہیں۔

کچھ لوگ دوست اور دوستي سے زیادہ تنہائي اور مطلب برآوري کو ترجیح دیتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میںکسي کو دوست نہیں بناتا کیونکہ دوستي،فضول کام اور بے کا رلوگوں کا شیوہ ہے، جو فقط وقت گزارنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔

ان کے بر عکس ،کچھ لوگ ایسے بھي ہوتے ہیں جو ہر ایرے غیرے کے ساتھ دوستي کي پینگیں بڑھا لیتے ہیں اور پھر قدم قدم پرٹھوکریں کھا کر یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کي طرف اپنے ہي دوستوں سے ملاقات ہو گئي

بنیادي طورپر یہ دونوں طرز تفکر غلط ہیں.چنانچہ امیر المومنین فرماتے ہیں :

"اعجز الناس من..."''درماندہ وناتوان ترین شخص وہ ہے جو کسي کو دوست نہ بنا سکے اور اس سے بھي زیادہ عاجز ونا توان وہ ہے جو بنے بنائے دوستوں سے بھي ہاتھ دھو بیٹھے"۔(۷)

دوست کے انتخاب کے سلسلہ میانسان کو خوددار ہونا چاہئے۔ کیونکہ دوستي ایک ایسا ناطہ ہے جسے برابري کي بنیاد پر جوڑا جاتا ہے. لہذا ایسے افراد کي دوستي سے پرہیز کرنا چاہیے جو خود کو برتر سمجھیںیا دوستي استوار کرنے سے پہلو تہي کریں .

اسي لئے تو امیر المومنین فرماتے ہیں :

"لا ترغبن فیمن زھد عنک"(۸) یعني:"ایسے افراد کي دوستي کے طلبگار نہ بنو جو تم سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں ۔اورا گر کوئي شخص تمہاري دوستي کا طلبگار ہو تو اسے مایوس نہ کرو کیونکہ اس طرح تم ایک اچھے ساتھي سے محروم ہو جاؤگے "۔

چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

"زھدک في راغب فیک نقصان حظ و رغبتک في زاھد فیک ذل نفس"

یعني:"جو تمہاري دوستي کا طلبگار ہو اس سے کنارہ کشي خسارہ ہے اور جو تم سے کنارہ کش ہو اس کي دوستي کے حصول کي کوشش خود کو رسوا کرنے کے مترادف ہے"۔(۹)

دوستي کے سلسلہ میں با ہمي تعلقات کے مقام سے روشناس کروانے کے بعد امیر المومنینعلیہ السلام ایسي صفات کے حامل افراد کي ہم نشیني اختیار کرنے کي تاکید فرماتے ہیں جو انسان کي دنیاوي و اخروي سعادت کا باعث ہوں چنانچہ آپعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"قارن اھل الخیر تکن منھم"یعني : "اہل خیر کي ہمنشیني اختیار کرو ممکن ہے کہ تم بھي ان جیسے ہو جاؤ" (۱۰)

مولائے کائنات علیہ السلام اس جملہ کے ذریعے ایک بہت اہم معاشرتي و تربیتي اصول کي جانب اشارہ کر رہے ہیں اور وہ یہ کہ ہم نشیني کے نتیجہ میں انتہائي گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں. اور انسان اس ذریعے سے نہ صرف دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرتا ہے بلکہ ان کے مشوروں اور راہنمائیوں کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ خود بھي ان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور انھي کا ایک فرد شمار ہونے لگتا ہے۔

نہج البلاغہ میں دوستي کے بارے میں امیر المونینعلیہ السلام کے کلام کا جائزہ لیا جائے تو ایک دلچسپ بات یہ سامنے آتي ہے کہ دوست کے انتخاب کے سلسلہ میں مولائے کائناتعلیہ السلام زیادہ تر دوستي کے لئے لائق و سزاوار افراد کا تعارف کروانے کي بجائے ان افراد کا تعارف کرواتے ہوئے نظرا تے ہیں جن سے دوستي نہیں کرنا چاہئے .امیر المومنینعلیہ السلام کے اس اقدام کي بنیادي وجہ شاید یہ ہو کہ اگر صرف ایسي صفات پیش کي جائیں جو دوست میں ہونا چاہئیں تو اسکا لازمي نتیجہ یہي نکلے گا کہ

کبوتر با کبوتر باز با باز کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

کے تحت دوستي کا دائرہ نہایت محدود ہو جائے گا اور ہر شخص اپنے سے زیادہ بہتر و برتر صفات و عادات کے حامل افراد کي دوستي کے حصول کے چکر میں پڑا رہے گا .جبکہ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں فلاں صفات کے حامل افراد سے دوستي نقصان دہ ہے تو اس کے نتیجہ میں جہاں دوستي کا دائرہ وسیع ہوگا وہاں منفي صفات کے حامل افراد کي اصلاح کا پہلو بھي نکل آئے گا۔کیونکہ منفي صفات کے حامل افراد نے اگر اچھے دوستوں کے حصول کے لئے اپني بري عادات وصفات سے ہاتھ نہ اٹھایا اور اصلاح کي جانب متوجہ نہ ہوئے تو معاشرہ میں تنہا رہ جائیں گے۔

آئیے ایک نظر ان افراد پر ڈالي جائے جن کي دوستي اختیار کرنے سے مولائے کائناتعلیہ السلام روک رہے ہیں اور ساتھ ہي ان خطرناک نتائج کي جانب اشارہ فرما رہے ہیں جو اس قسم کي دوستي کے نتیجہ میں انسان کو بھگتنا پڑتے ہیں۔چنانچہ امیر المومنین علیعلیہ السلام امام حسنعلیہ السلام کو وصیت فرماتے ہیں :

”یا بني ایاک و مصاحبۃ الاحمق فانہ...“یعني:”اے فرزند!بے وقوف سے دوستي نہ کرنا؛ کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا.اور بخیل وکنجوس سے دوستي نہ کرنا؛ کیونکہ جب تمہیں اسکي مدد کي اشد ضرورت ہوگي وہ تم سے دور بھاگے گا، اور بدکار سے دوستي نہ کرنا ،وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا اور جھوٹے سے دوستي نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کي مانند ہے؛ تمہارے لئے دور کي چیزوں کو قریب اور قریب کي چیزوں کو دور کرکے دکھائے گا“۔(۱۱)

آپعلیہ السلام ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :

”لا تصحب المائق...“یعني” بیوقوف کي ہم نشیني اختیار نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کاموں کو سجا کر پیش کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تم اسي جیسے ہوجاؤ “(۱۲)

یا ”واحذرصحابۃ من...“۔:”کمزور رائے اور برے افعال انجام دینے والے کي دوستي سے بچو کیونکہ آدمي کا اس کے ساتھي پر قیاس کیا جاتا ہے اور فاسقوں کي صحبت سے بچے رہنا

کیونکہ برائي ،برائي ہي کي طرف بڑھا کرتي ہے“۔ (۱۳)

حضرت امیر المومنینعلیہ السلامامام حسنعلیہ السلام کو تحریر کئے گئے خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

”احمل نفسک...“یعني:”اپنے نفس کو اپنے بھائي کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلق جوڑنے ،رو گرداني کے مقابلہ میں مہرباني ،بخل کے مقابلہ میں عطا ،دوري کے مقابلہ میں قربت،شدّت کے مقابلہ میں نرمي اور جرم کے موقع پر معذرت قبول کرنے کے لئے آمادہ کرو. گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقا و ولي نعمت ہے۔(۱۴)

حضرت امیر المومنینعلیہ السلام کے ا س قسم کے فرامین جن میں انسان کو دوستوں سے حسن سلوک اور ان کي غلطیوں سے درگزر کرنے کي تاکید کي گئي ہے در اصل ان موارد کے لئے ہیں جن میں دو دوستوں کے باہمي تعلقات کا جائزہ لیا گیا ہے. یعني دوست آپس میں کس طرح کا برتاؤ کریں اور کون کون سي باتوں کا خیال رکھیں ۔

مذکورہ فرامین کے علاوہ کچھ ایسے ارشادات بھي ہیں جن میں دوستوں کي غیر موجودگي یا دوسروں کے ساتھ دوستوں کے سلسلہ میں برتاؤ کا انداز بتایا گیا ہے۔ جیساکہ امیر المومنین علیہ السلامفرماتے ہیں:
”لا یکون الصدیق ...“۔”دوست ا س وقت تک دوست نہیں ہو سکتا جب تک تین مواقع پر دوست کے کام نہ آئے :مصیبت کے موقع پر ،غیر موجودگي میں اور مرنے کے بعد“۔(۱۵)
ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
”دوست وہ ہوتا ہے جو غیر موجودگي میں بھي دوستي نبھائے اور جو تمہاري پرواہ نہ کرے وہ تمہارا دشمن ہے“۔(١٦)
دوستوں کے حقوق کا ایک تصور ہمارے یہاں ”سب سانجھا“قسم کا پایا جاتا ہے؛ یعني دوست کے حقو ق و مفادات کو اس قسم کا مشترک امر سمجھا جاتا ہے جس میں دوسرے دوستوں کو دخالت کا پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے. اور بعض اوقات اس قسم کے تصور کے نتیجہ میں دوست کے حقوق دوستوں کے ہاتھوں ہي پائمال ہوتے ہیں .
امیر المومنینعلیہ السلامحقوق کے اس ناجائز استعمال سے منع فرماتے ہیں
”لا تضیعن حق اخیک...“یعني :”باہمي روابط و دوستي کي بنیاد پر اپنے کسي بھائي کي حق تلفي نہ کرو کیونکہ پھر وہ بھائي کہاں رہا جس کا تم نے حق تلف کر دیا“۔ (١٧)
دوستوں کے بارے میں لوگوں کي باتوں پر کان نہ دھرنے کے سلسلہ میںآپعلیہ السلام فرماتے ہیں:
”ایها الناس !من عرف من اخیہ..“یعني:”اے لوگو!اگر تمہیں اپنے کسي بھائي کے دین کي پختگي اور عمل کي درستگي کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں لوگوں کي باتوں کو اہمیت نہ دو“۔(١٨)

دوست اور دوستي کي حدیں:

دوست اور دوستي کے بے شمار فوائد اور اہمیت کے پیش نظر بہت سے لوگ دوستي میں کسي قسم کي حدود و قیود کے پابند نہیں ہوتے. اور دوست کے سامنے اپنے سب راز بیان کر دیتے ہیں. لیکن مکتب امام علیعلیہ السلام میں دوستي انتہائي گہري و پاکیزہ ہونے کے باوجود ایک دائرہ میں محدود ہے ،جسے حدّ اعتدال بھي کہا جاتا ہے ۔چنانچہ امام علیعلیہ السلامفرماتے ہیں:
”احبب حبیبک هوناً ما...“یعني:”دوست سے ایک محدود حد تک دوستي کرو کیونکہ ممکن ہے وہ ایک دن تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمني بھي بس ایک حد تک ہي رکھو کہ شاید وہ کسي دن تمہارا دوست بن جائے “۔ (١٩)
امیر المومنینعلیہ السلامکے اس فرمان میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ انسان اپنے راز کا غلام ہوتا ہے .اگر انسان کسي دوست کے سامنے اپنے تمام رازبیان کر دے اور زمانہ کے نشیب و فراز دوست ،کو دشمن بنا دیں تو انسان خود بخود اپنے دشمن کا غلام بن جائے گا۔
ہمارے معاشرہ میں دوست صرف انہي افراد کو تصور کیا جاتا ہے جن سے انسان بذات خود دوستي استوار کرتا ہے۔جبکہ امیر المومنینعلیہ السلام دوستوں کے دائرے کو مزید وسعت دیکر انسان کے حلقہ احباب میں دو قسم کے دوستوں کا اضافہ فرماتے ہیں:
”اصدقائک ثلاثة...صدیقک. . . “یعني :تمہارے دوست بھي تین طرح کے ہیں اور دشمن بھي تین قسم کے

ہیں۔تمہارا دوست،تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن تمہارے دوست ہیں.....(۲۰)
عام طور پر ہم دوستوں کي ان دو قسموں سے غافل رہتے ہیں جس کے نتیجے میں بعض اوقات قریبي دوستوں سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔

دوستي کے لئے مفید اور نقصان دہ چیزیں:

دوستوں کے حقوق کي ادائیگي ہي درحقیقت دوستي کو مضبوط اور پائیدار کرتي ہے لیکن اس کے علاوہ بھي کچھ ایسے اسباب و عوامل ہیں جودوستي کے رشتے کے لئے نہایت مفید شمار ہوتے ہیں. جیسا کہ امیر المومنینعلیہ السلامفرماتے ہیں :

"البشاشۃ حبالۃ المودۃ" "کشادہ روئي محبت کا جال ہے"؟ (۲۱)

اسي طرح آپعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"نرم خو، قوم کي محبت کو ہمیشہ کے لئے حاصل کرلیتا ہے۔" (۲۲)

اسي طرح جہاں حقوق کي ادائیگي میں کوتاہي کے نتیجے میں دوستي جیسا مضبوط رشتہ کمزور ہوجاتا ہے وہیں کچھ اور چیزوں کي وجہ سے اس میں دراڑیں پڑ جاتي ہیںچنانچہ امیرالمومنینعلیہ السلام فرماتے ہیں :

" حسد الصدیق من سقم المودّۃ" یعني:دوست کا حسد کرنا دوستي کي خامي ہے؟ (۲۳)

یا حضرتعلیہ السلامکا یہ فرمان:

"من اطاع الواشي ضیع الصدیق"یعني:" جو چغل خور کي بات پر اعتماد کرتا ہے وہ دوست کو کھو دیتا ہے"۔(۲۴)

ایک اور مقام پر دوستي کے لئے نقصان دہ عامل کي جانب اشارہ فرماتے ہیں:

جس نے اپنے مومن بھائي کو شرمندہ کیا سمجھو کہ اس سے جدا ہوگیا۔ (۲۵)

دوست اور دوستي کے سلسلہ میں مولائے کائناتعلیہ السلامکے سنہرے کلمات کو بے ترتیبي سے جوڑ کر دوست اور دوستي کے خواہشمند افراد کي خدمت میں اس امید بلکہ اس یقین کے ساتھ پیش کررہے ہیں کہ اگر ہم ان راہنما اصولوں کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں تو یقینا امیر کائنات۔کے اس فرمان کي عملي تصویر بن سکتے ہیں جس میں آپ فرماتے ہیں:

"خالطوا الناس مخالطۃ ان متم . ." : "لوگوں کے ساتھ اس طرح رہو کہ اگر مرجا ؤ تو تم پر روئیں اور اگر زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں"؟ (۲٦)

حوالہ جات:

1۔ (مکتوب/31)
2۔ (حکمت/211)
3۔ (ترجمہ و شرح ابن میثم/ج5ص674)
4۔ (حکمت/142)
5۔ (حکمت/65)

6. (مکتوب/31)
7. (حکمت/12)
8. (مکتوب/31)
9. (حکمت/451)
10. (مکتوب/31)
11. (حکمت/38)
12. (حکمت/293)
13. (مکتوب/69)
14. (مکتوب/31)
15. (حکمت/134)
16. (مکتوب/31)
17. (مکتوب/31)
18. (خطبہ/141)
19. (حکمت/ 268)
20. (حکمت/295)
21. (حکمت/6)
22. (خطبہ/23)
23. (حکمت/218)
24. (حکمت/239)
25. (حکمت/480)
26. (حکمت/10)